قرآنِ حکیم کے لفظی و معنوی حقوق

(۴)

تلاوت، فہم، عمل

از

(جناب خواجہ سید محمد علی شاہ صاحب اسحاقی رحمانی، سہارنپوری)

اس کے علاوہ تفسیر و تاویل اور فہم و تدبر کا جو بھی طریقہ ہوگا وہ نہایت غیر ذمہ دارانہ ہوگا تفسیر تو محض اس لئے کی جاتی ہے کہ متکلم کی مراد کے موافق اس کے کلام کا مفہوم و مقصد معلوم و متعین کر کے اس پر آسانی کے ساتھ عمل کر سکیں نہ یہ کہ اس کی غلط ترجمانی اور اس کے کلام پر بیجا حاشیہ آرائی یا اضافہ و ترمیم کی جائے اپنی رائے اور عقل و قیاس کا اسی حد تک کسی کے کلام میں دخل ہو سکتا ہے جس حد تک کہ فہم و تدبر اور نقل و روایت کے اصول اجازت دیں ورنہ اگر قائل و متکلم کے قول و کلام کا رخ کسی طرف ہو اور اس کا ترجمان اور مفسر کوئی اور رخ متعین کرے تو یہ تفسیر اور ترجمانی نہ ہوگی۔ بلکہ تفسیر القول بمالا یرضی بہ قائلہ۔ تحریفِ معنی۔ اور تبدیلِ مراد ہوگی۔

جس طرح سے حق تعالےٰ نے قرآن پاک کے نظم اور الفاظ اور متن و عبارت کے محفوظ رہنے اور بجنسہٖ ان کو لوگوں تک پہنچا دینے کی کفالت اپنے ذمہ لی ہے بعینہٖ اسی طرح اس کے مطالب و مفاہیم اور معانی و مقاصد کی حفاظت و تبلیغ کی بھی کفالت اور ذمہ داری فرمائی ہے تاکہ تمام عرب و عجم مسلم و غیر مسلم عالم و جاہل اور بلا تخصیص ہر فرد بنی آدم اس کی تلاوت و قراءت اور پھر فہم و تدبر اور تعمیل و متابعت سے اپنے معاش و معاد کے ہر کلی و جزوی امر کی اصلاح چاہے اور اپنے توہمات و خیالات کو اس میں دخل نہ دے کہ آزاد خیالی کے

ساتھ اس میں اپنی رائے زنی سے اجتناب کرے۔

حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں

"وحی الٰہی یعنی قرآن و حدیث کہ جن کے ساتھ دین اسلام کا وجود و عدم وابستہ ہے دانا دشمن اور نادان دوستوں نے یا یوں کہو کہ دشمنانِ اعیانی اور نہپالی نے طرح طرح سے اس کے ساتھ وہ سفاکانہ اور بیباکانہ کارروائی کی ہے کہ جس پر اسلام کا اصلی صورت پر باقی رہنا ایک حیرتناک قصہ ضرور ہے۔ انصاف سے ایک تحریفِ معنوی ہی کی کیفیت کو ملاحظہ فرمالیجئے۔ جو اس وقت وباء کی طرح پھیل رہی ہے کہ اس کے مقابلہ میں یہود کی وہ تحریف کہ جس کی برائی کلام الٰہی میں جگہ جگہ مذکور ہے کم نظر آتی ہے۔

توراۃ میں جو تحریف کرتے تھے وہ کسی وجہ سے عالم توراۃ تو سمجھے جاتے تھے الفاظ توراۃ کی تلاوت سے متنفر، اور اس کی عبارت کے لفظی ترجمہ سے تو بے خبر نہ تھے۔ یہ تو نہ تھا کہ محض بضرورت تحریف ہی توراۃ کو دیکھتے ہوں۔

اب تو یہاں تک نوبت آگئی کہ کتب تاریخ دیکھ لو اور کلام الٰہی اور کلام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تحریف شروع کر دو۔ یا جغرافیہ پڑھ لو اور تحریف کرنے لگو، یا زبان انگریزی یا ڈاکٹری یا ریاضی و ہیئت یا کوئی معزز عہدہ یا وکالت و مختارکاری وغیرہ کا پاس حاصل کر لو اور وحی الٰہی میں تحریف و خود رائی کی سند دبا بیٹھو۔ قرآن و حدیث کو کبھی نہ دیکھو بلکہ دوسروں کو بھی تضیع اوقات کا فتویٰ سنا دو اور جب کوئی ضرورت یا جدید خیال پیش آئے تو نہایت آزادانہ رائے زنی کر دو۔ خالق و مخلوق کسی کی موافقت کا انتظار اور مخالفت کی پروانہ کرو۔ زبان عربی سے ناواقفیت ہو تو ترجمہ دیکھ لو یا کسی سے پوچھ لو۔

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

علاوہ ازیں جہاں تک دیکھا جاتا ہے تو اہل کتاب اپنی کتابوں میں انھیں مواقع میں تحریف کی نجاست میں ملوث ہوتے تھے جہاں اپنی اغراض فاسدہ کی وجہ سے کوئی بڑی دقت نظر آتی تھی۔ جیسے زنا،

کی سزا رجم ۔ اور پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور ان کے اتباع کا حکم۔

اور اب ہم اہل اسلام کے اندر یہ مرض مہلک ایک دریائے شور کی طرح ایسا پھیلا ہوا ہے کہ عقائد سے لے کر اعمال تک اور اوضاع سے لے کر عادات تک کوئی اس کی تلخی سے بدشواری خالی رہ سکے گا گویا وحی الٰہی میں ایسی آزادگی کے ساتھ رائے زنی کرنا مدار لیاقت اور معیار عقل و کمال ٹھہر گیا ہے ۔ ضرورت کی بھی ضرورت نہیں ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند ۔۔۔ سعدی از دست خویشتن فریاد

اور اسی پر بس نہیں بلکہ مقام ترقی میں احادیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات پر ایک طرف سے غیر معتبر ہونے کا فتویٰ لگایا جاتا ہے اور پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ ارشاد (انتم اعلم بامور دنیاکم) کی وجہ سے تمام احکام متعلقہ معاملات کو امور دنیا میں شمار کر کے ہر ایک خود رائے، ہوا پرست خاتم المرسلین اور قائل (اوتیت علم الاولین والآخرین) کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اعلم کہنے کو تیار رہے ۔ حضرات صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے راسخین اور جملہ صلحاء و صدیقین کی تو اب حقیقت ہی کیا رہ گئی ۔ افسوس ؎

وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے ۔۔۔ پیدا کئے فلک نے تھے جو خاک چھان کے

اب انصاف و فہم سے کام لیجئے تو اسلام کی ضرر رسانی میں دونوں فریق مذکور برابر ہیں؛ فریق اول نے جو وحی الٰہی کی صاف صاف تکذیب کی ۔ اور فریق دوم نے جو اپنی ہوشیاری اور دینداری سے تاویلات و تحریفات کر کے نصوص کا وہ مطلب نکالا جو اغراض شارع کے بالکل خلاف ہے یہ دونوں امر اسلام اصلی کے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایک دوسرے کی نظیر ہیں ؎

تفاوت قامت یار و قیامت میں ہے کیا ممون ۔۔۔ وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچہ میں ڈھلتا ہے

بلکہ چشم بصیرت ہو تو دوستوں کے یہ عنایات دشمنوں کے ستم سے بدرجہا زائد ہیں ۔ اور گوش حقیقت نیوش ہو تو اسلام زبان حال سے بآواز بلند کہہ رہا ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ برجانم ۔۔۔ بلا ہائے کہ شد نازل ز دست دوستی آمد

منصف فہیم بالبداہت سمجھتا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں تعلیم زبان و لغات کے لئے تشریف نہیں لاتے بلکہ امتیوں کو انھیں کے محاورات میں ہدایت اور تعلیم احکام فرماتے ہیں جو زبان ان کے اندر پہلے سے شائع ہوتی ہے اور سیدھے سادے طرز میں جو کہ تعمیات اور تکلفات کے اسلوب سے بمراحل دور ہے (وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ) خود ارشاد صریح موجود ہے اور قرآن شریف کو مواقع کثیرہ میں (مبین) فرمایا ہے تو اب قرآن مجید کے معنیٰ خلاف لغت و استعمال عرب لینا یا خلاف صحابہ و تابعین اور دیگر عرب العرباء کے اس کے مطلب کو چیستان بنانا بیشک اسی نظر سے دیکھا جائے گا جیسے کوئی ہندی، پوربی، کابلی صرف و نحو کے دو چار رسالے دیکھ کر امرء القیس اور لبید کو اصلاح دینے کے لئے بیٹھ جائے۔ بلکہ اس سے بھی کمتر۔

اہل اہواء کو اس خطاب کا مستحق صرف اتنی ہی بات نے بنایا ہے کہ انھوں نے اپنی رائے کو امام بنا کر اور اپنی اغراض کو نصب العین ٹھہرا کر احکام وحی کو اس کے ساتھ کھینچنا چاہا اور کسی کے وفاق و خلاف کی پرواہ نہ کی اور نقل و عقل میں جب کشمکش پیدا ہوئی تو انھوں نے بزرگ عقل اپنی ناقص عقل کو سب پر مقدم رکھا اور نصوص یقینیہ میں تاویلات ناروا اور طرح طرح کی حیلہ سازی سے کام لیا۔ (افادات محمود ص۱۲ و ۱۳ و ۱۴) تم کلامہ[1]۔

کتب تفسیر و حدیث اور تجوید و قراءت سے قرآن پاک کی قراءت و تلاوت کے بارے میں اختلاف روایات کے متعلق چودہ قراءتیں ثابت ہوتی ہیں جن میں سے سات قراءتیں (قراءات سبعہ) متواتر ہیں قرآن پاک کا نزول ان سبعہ قراءات پر ہوا ہے = اِنَّ ھٰذا

---

[1] شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ کے دو متبرک علمی بلند پایہ مضمون کے نام سے (عظمت وحی اور لا ایمان لمن لا امانۃ لہ) افادات محمود کے نام سے حضرت شیخ الہند کے جانشین استادنا المحترم مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے ایک رسالہ کی شکل میں شائع فرمائے تھے مندرجہ بالا سطور پہلے مضمون سے اخذ کی گئی ہیں۔ اور در حقیقت میرا یہ تمام مضمون بھی ان ہی کے انفاس طیبہ و انوار قدسیہ کے حسنات و برکات کا ایک ثمرۂ فیض ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل نسیم صبح تیری مہربانی ۱۲

الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ یحب ان یقرء القرآن کما انزل خرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ۔ وَيُؤَيِّدُهٗ قوله تعالٰی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ

(ملا علی قاری مصری ص۳۲)

ان ساتوں قراءتوں کے تواتر و قراءت اور قرآنیت پر اجماع امت ہے اور یہ ساتوں قراءتیں بالاتفاق قوی ہیں اور جمہور امت کا معمول بہا ہیں۔

یہ ساتوں قراءتیں سات اماموں سے جن میں سے ہر امام کے دو راوی اور شاگرد ہیں بطریق تواتر مروی ہیں۔ گویا قراءاتِ سبعہ سات اماموں کے چودہ راویوں سے منقول ہیں۔

ان سبعہ قراءات میں سے ہندوستان اور اکثر اسلامی ممالک میں صرف ایک بزرگ امام عاصمؒ کوفی کی قراءت بروایت ان کے ایک شاگرد امام حفص کوفیؒ کے مشہور و مروج ہے باقی تیرہ اماموں کی قراءات کے جاننے اور قرآن شریف کو ان تیرہ روایات کے مطابق پڑھنے والے ہم مسلمانوں کی قرآن پاک کی طرف سے غفلت کے سبب بہت کم ہیں۔ حالانکہ ان کا جاننا اور ان کے مطابق قرآن شریف پڑھنا بالاتفاق جائز و صحیح اور قرآن پاک کے پڑھنے کا ارادہ کرنے والے کے لئے ضروری اور مُتحتّم ہے۔

چودہ قراءتوں میں سے تین قراءتوں کے تواتر میں ضعف و اختلاف ہے اور یہ تین قراءتیں قراءات سبعہ کی طرح مشہور نہیں ہیں لیکن پڑھنا ان کا بھی بہر کیف جائز و صحیح ہے۔ اور یہ سب قراءات عشرہ کہلاتی ہیں ان میں کسی ایک قراءت یا روایت کا انکار قرآن کا انکار ہے۔

غیث النفع ص۶ میں ہے وَهٰذِهِ الْاَحْرُفُ السَّبْعَةُ دَاخِلَةٌ فِي الْقِرَاءَاتِ الْعَشَرَةِ الَّتِيْ بَلَغَتْنَا بِالتَّوَاتُرِ۔

اور چودہ قراءتوں میں سے چار قراءتوں کا درجہ روایتِ احاد سے زیادہ نہیں

ہے اور ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ کیونکہ ان کی قرآنیت قطعی نہیں ہے قرآن شریف کی خصوصیات میں ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ قراءت و تلاوت کے اسی انداز اور کیفیت کے ساتھ ہر زمانہ میں بطریق تواتر نقل ہوتا چلا آیا ہے جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر بتایا اور سنایا تھا اسی کیفیتِ ادا کا کامل اتباع قرآن شریف پڑھنے کا ارادہ کرنے والے ہر مسلمان پر واجب ہے ورنہ کیا عرب اور کیا عجم اپنی زبان کو قرآن پاک میں غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

قراءاتِ عشرہ جن کا پڑھنا جائز اور درست ہے اور جن کا انکار قرآن کا انکار ہے ان میں سے صرف امام عاصم کوفیؒ کے شاگرد و راوی امام حفص بن سلیمان کوفیؒ کی روایت پر ہندوستان میں قرآن شریف پڑھنے کا معمول ہے

امام عاصم ابن ابی النجود جلیل الشان تابعی ہیں آپ نے زر بن حبیش اسدی اور عبداللہ ابن حبیب سلمی سے اور ان دونوں نے سیدنا عثمان۔ سیدنا علی، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن مسعود، حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے اور ان سب صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا، سیکھا اور یاد کیا ہے اور پھر بعینہٖ اسی طرح طبقۃً بعد طبقۃٍ ہم تک پہنچا ہے قراءات متواترہ کی قراءت اور ان کے ثبوت و صحت کا دار و مدار تین ارکان پر ہے۔

(۱) عربیت یعنی عربی کے صرف و نحو، بلاغت و معانی لغت وغیرہ کی مطابقت

(۲) رسم خط عثمانی کی موافقت۔

(۳) صحیح اور متواتر اسناد سے ان کا ثبوت۔

طیبۃ النشر میں امام جزریؒ نے لکھا ہے۔

فکل ما وافق وجہ نحو	وکان للرسم احتمالا یحوی
وصح اسنادا ھو القرآن	فھذہ الثلاثۃ الارکان

اس مضمون کی تمام تفصیلات کو ذہن نشین کرنے کے بعد قرآن پاک کی تلاوت اور اس کا مطالعہ کیجئے۔ مطالعہ کہتے ہیں واقفیت پیدا کرنے اور معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی چیز کو دیکھنا قرآن پاک کو کسی وجہ سے بھی مثلاً اس کے الفاظ وعبارت یا اس کے مطالب ومضامین کی وجہ سے یا اس پر نکتہ چینی اور اعتراض کے خیال سے کھولئے بلکہ اس کو صرف اس لئے مطالعہ کیجئے یا تلاوت کیجئے اور پڑھئے کہ وہ ہم پر کس طرح اثر انداز ہوتا ہے اور ہمارے اندر کیا اثر پیدا کرتا ہے؟ الفاظ میں جو تاثیر ہے وہ تلاوت اور مطالعہ سے معلوم ہوگی اور یہ تلاوت ومطالعہ ممد ومعاون ہوگا تدبر وفہم معنی کے لئے اور معانی کی تاثیر سے تعمیلِ احکام کی قوت حاصل ہوگی اگر ہمارا ارادہ ہے کہ ہم قرآن کے اثر کی کیفیتیں حاصل کریں اور اس کے علم وہدایت کی تاثیریں اپنے اندر بسائیں تو اس کی تلاوت (اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ) اور اس کے فہم وتدبر (اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ) اور اس کے ہدایات واحکام کی تعمیل (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ) (فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) کے لئے اس کی اثر اندازی اور اپنی اثر پذیری سے ظاہر وباطن کو نورانی بنائیں۔ توفیق ربانی خیر رفیق اور شامل حال ہوگی۔

خلافت عباسیہ جلد اول

تاریخ ملت کا پانچواں حصہ جس میں نو عباسی خلفاء سفاح۔ منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ ہارون۔ امین۔ مامون۔ معتصم اور واثق باللہ کے سوانح حیات ایک خاص اسلوب سے جمع کئے گئے ہیں۔ خلافت عباسیہ کا یہی دور حقیقت میں دورِ عروج تھا اور اس دور میں عباسی خاندان کی قوت واقتدار کا رعب تمام ہمسایہ سلطنتوں پر چھایا ہوا تھا کتاب کے اس حصہ میں آپ کو نہ صرف ان عظیم الشان خلافتوں کے جامع ومستند حالات وواقعات ملیں گے بلکہ ہر خلیفہ کے عہد حکومت اور اسکے علمی، مذہبی، تمدنی، اور اصلاحی کارناموں پر دلپذیر تبصرہ بھی ملیگا جس سے مسلمانوں کی سب سے بڑی حکومت کے مرکز بغداد کی عظمت کا نقشہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے صفحات ۴۴۸ قیمت غیر مجلد ۱۲؍ مجلد للعہ